بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل ترجمہ: عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا

روزنامہ

قادیان

الفضل

یوم دوشنبہ

قیمت سالانہ اٹھارہ روپے · ماہوار ڈیڑھ روپیہ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۳۸۳

جلد ۳۵ | ۱۹ ماہ ہجرت ۱۳۲۶ھش | ۲۷ جمادی الثانی ۱۳۶۶ھ | ۱۹ مئی ۱۹۴۷ء | نمبر ۱۱۸

مدینۃ المسیح

قادیان ۱۸ ماہ ہجرت۔ سیدنا حضرت امیرالمومنین المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے متعلق آج ۵ بجے شام کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ حضور کی طبیعت پیچش کی تکلیف کی وجہ سے ناساز ہے۔ احباب حضور کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت آنکھوں میں تکلیف اسہال اور بخار کی وجہ سے ناساز ہے۔ احباب دعائے صحت فرمائیں۔

حضرت مرزا شریف احمد صاحب کی طبیعت بھی علیل ہے۔ احباب دعائے صحت فرمائیں۔

پروفیسر محبوب عالم صاحب خالد ایم۔ اے کے ہاں جمعہ کی رات کو لڑکا پیدا ہوا

حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا جماعت سے خطاب

آپ کی جماعت کی طرف سے وقف جائداد اور وقف آمد کی رپورٹ کیوں نہیں آئی؟

رقم فرمودہ حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ

برادران! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

دن گزر رہے ہیں وقت گزر رہا ہے۔ لیکن وقف جائداد اور وقف آمد کی رپورٹ اب تک آپ کی جماعت کی طرف سے نہیں آئی۔ یا آپ جماعت سے الگ رہتے ہیں۔ تو آپ نے اپنا وعدہ نہیں بھجوایا۔

وہ قربانی جو پہلے انبیاء کی جماعتوں نے کی۔ اس کا بہت چھوٹا حصہ اس وقت آپ سے طلب کیا جا رہا ہے۔ کیا آپ اس میں کمزوری دکھائیں گے؟ اس وقت کئی گاؤں اور شہر یہ قربانی پیش کر چکے ہیں۔ آپ اللہ تعالیٰ کو کیا جواب دیں گے۔ کہ وہ قربانی جو آپ ہی کے زمانہ میں آپ ہی کے ملک میں آپ ہی کے سے حالات میں آپ کے بھائیوں نے پیش کی۔ آپ وہ پیش نہ کر سکے۔

یاد رکھیں کہ صرف کسی نامکمل فہرست کا بھجوا دینا کافی نہیں ضروری ہے کہ سو فی صدی لسٹ مکمل آئے۔ یہ ضروری نہیں کہ ہر فرد جماعت حصہ لینے والا ہو۔ مگر ہر شخص کا نام فہرست میں ہو جو حصہ لینے والے ہوں۔ انکے ناموں کے آگے لکھا ہو کہ جائداد کا ۱/۲ یا ایک ماہ کی آمد ادا کریں گے۔ یا جائداد کا ۱/۲ یا نصف ماہ کی امداد ادا کریں گے۔ اور جو انکاری ہو اس کے آگے لکھا ہو کہ یہ حصہ نہیں لینا چاہتے۔ اور جس نے معذرت کی ہو اس کے آگے لکھا ہو کہ یہ صاحب معذوری ظاہر کرتے ہیں۔ ناظر بیت المال سے کلی یا جزوی معافی کی درخواست کی گئی ہے۔

اسی طرح متفرق افراد کو یا حصہ لینا چاہیئے۔ یا معذرت کرنی چاہیئے۔ کسی نہ کسی رنگ میں ہر فرد کو اقرار ضرور کرنا ہوگا۔ خواہ اقرار اثبات میں ہو یا نفی میں۔

اللہ تعالیٰ جماعت کا حامی و حافظ ہو اور ایمان کے اعلیٰ مقام تک پہنچنے کی توفیق بخشے اور ہر امتحان میں کامیاب کرے۔ والسلام

خاکسار: مرزا محمود احمد

ایڈیٹر:۔ روشن دین تنویر

بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپوا اور قادیان سے شائع کیا

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی مجلس علم و عرفان

ہم بہرحال انصاف کا ساتھ دیں گے اور مظلوم کی حمایت کریں گے

(مرتبہ چوہدری منیر احمد صاحب ونیس)

قادیان ۱۶ ہجرت ۱۳۲۶ ہجری ش۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج بعد نماز مغرب تا عشاء مجلس میں رونق افروز ہو کر جو ملفوظات بیان فرمائے۔ ان کا ملخص اپنے الفاظ میں پیش کیا جاتا ہے:۔

فرمایا:۔ آج مجھے ایک عزیز نے بتایا۔ کہ دہلی کے ایک اخبار نے لکھا ہے۔ کہ احمدی اس وقت تو پاکستان کی حمایت کرتے ہیں۔ لیکن کیا ان کو کچھ بھول گیا ہے۔ جو کابل میں ان سے ہوا تھا۔ اور جب پاکستان قائم ہو گیا۔ تو ان کے ساتھ پھر وہی سلوک ہوگا۔ جو اس وقت ہوا تھا۔

اس بات کو کئی پہلوؤں سے دیکھا جا سکتا ہے۔ اول یہ کہ اگر پاکستان بن گیا۔ تو احمدیوں سے وہی سلوک ہوگا۔ جو کابل میں ہوا تھا۔ ایک دیانتدار جماعت جس کی بنیاد ذاتی اغراض پر نہ ہو۔ بلکہ مذہب۔ اخلاق اور دیانت پر ہو۔ وہ اس امر کا فیصلہ اس نقطہ نگاہ سے نہ کرے گی۔ کہ میرا کس میں فائدہ ہے۔ بلکہ وہ یہ دیکھے گی۔ کہ حق کیا ہے اور انصاف کا تقاضا کیا ہے۔ قطع نظر اس کے کہ مسلمان کل کو ہمارے ساتھ کیا کریں گے۔ ہم نے دیکھنا یہ ہے کہ اس وقت جو جھگڑا ہے۔ اس میں حق کیا ہے۔ اور کون ہمدردی کا مستحق ہے۔ جب ہم گذشتہ سو سال کے واقعات پر نظر ڈالتے ہیں۔ تو ہمیں صاف نظر آتا ہے۔ کہ ہندو مسلمانوں کو ہر ممکن طریق سے کچلنے کی کوشش کرتے۔ اور صریحاً جنبہ داری اور ناانصافی سے کام لیتے رہے ہیں۔ اگر ملازمتوں کا سوال ہوتا۔ تو وہ مسلمانوں کو محروم رکھ کر ہندوؤں کو دے دیتے۔ اگر تجارت کا سوال ہوتا۔ تو وہ ہندوؤں کو دی جاتی۔ جس کا لازمی نتیجہ یہ تھا۔ کہ مسلمان مفلس و قلاش ہوتے گئے۔ اور ہندو دن بدن ترقی کرتے چلے گئے۔ ضروری تھا۔ کہ ظلم کسی نہ کسی دن رنگ لاتا۔ اور مسلمان اپنے حقوق کا مطالبہ کریں۔ چنانچہ وہ مواد جو ایک لمبے ظلم کی وجہ سے مسلمانوں کے دلوں میں پرورش پا رہا تھا۔ آج پھوٹ پڑا ہے۔ اور اب مسلمان جائز حقوق کا مطالبہ کرنے لگ گئے ہیں۔ اس وقت تک مسلمانوں کو ناقابل اور نالائق سمجھ کر دھتکار دیا جاتا تھا۔ لیکن آج وہ ایک الگ ملک کا مطالبہ کرتے ہیں۔ جہاں وہ بھی اپنی قابلیت کا اظہار کر سکیں۔ مسلمانوں کا یہ مطالبہ درست ہے۔ اگر ہندوؤں کا حق ہے کہ وہ آزادی کے لئے جنگ و جدوجہد کریں۔ تو کیا مسلمانوں کا یہ حق نہیں۔ کہ وہ بھی اپنی آزادی اور زندگی کی کشمکش کے لئے ہاتھ پاؤں ماریں۔ اب مسلمانوں کو احساس ہو چکا ہے۔ اور وہ بیدار ہو چکے ہیں۔ اور انہوں نے اپنے حقوق منوانے شروع کر دیئے ہیں۔ اور اس کی ذمہ داری ان ہندو لیڈروں پر ہے۔ جنہیں بار بار ہم نے بتایا تھا۔ کہ تم مسلمانوں کے حقوق غصب نہ کرو۔ ورنہ تم کسی روز آتش انتقام کے مہیب شعلوں کی لپیٹ میں آ جاؤ گے۔ میں نومبر میں خود دہلی گیا۔ اور ہر کانگرسی لیڈر کے دروازہ پر پہنچا۔ اور اسے سمجھایا۔ کہ اگر تم ملک میں امن چاہتے ہو۔ تو ایسا اقدام کرو۔ جو مسلمانوں کے لئے بھی مفید ہو۔ گاندھی جی نے تو یہ کہہ کر مجھے ٹال دیا۔ کہ میں تو صرف گاندھی ہوں۔ میں کیا کر سکتا ہوں۔ آپ ایک جماعت کے لیڈر ہیں۔ آپ کریں۔ حالانکہ کون نہیں جانتا۔ کہ گاندھی جی کو سارے ہندوؤں کی قیادت حاصل ہے۔ ہندوؤں کے دلوں میں آپ کی بہت تعظیم پائی جاتی ہے۔ وہ اگر روٹھ جائیں۔ تو کانگرس ان کے پیچھے پیچھے بھاگتی پھرتی ہے۔ لیکن اس شخص کا یہ کہنا میں تو صرف گاندھی ہوں۔ حقیقت سے بہت دور اور حق سے اغماض ہے۔

جب پنڈت نہرو کو میں ملنے گیا۔ تو وہ میری ہر بات کی تائید کرتے جاتے۔ کہ ہاں درست ہے۔ ٹھیک ہے ایسا ہی ہونا چاہیئے۔ مگر یہ ٹالنے کا بہانہ تھا۔ اور انہوں نے خیریت اسی میں سمجھی۔ کہ اگر میں تائید کرتا گیا۔ تو گرفت سے بچ جاؤں گا۔ ورنہ انصاف سے انہیں بھی سروکار نہ تھا۔ اسی طرح میں دوسرے متعدد ہندو لیڈروں کو ملا۔ لیکن ہر ایک نے مجھے ٹھکرا دیا۔ ہم نے ہر ممکن کوشش کی۔ کہ وہ سمجھ جائیں۔ مگر انہوں نے ہماری ایک نہ سنی۔ تب خدا کی غیرت بھڑکی۔ اور خود اس نے ان کو سزا دینے کا ارادہ کیا۔ اور اب خدا کا ڈنڈا الٹا ان پر پڑ رہا ہے۔ کہ وہ اس سے بچنا چاہتے ہیں۔ مگر بچ نہیں سکتے۔ اس وقت ملک میں جو خون خرابہ ہو رہا ہے۔ یہ انہی کا پیدا کردہ ہے۔ وہی باتیں جن سے وہ اغماض کرنا چاہتے تھے۔ آج ان کے لئے وبال جان بن رہی ہیں۔ اور ابھی تو ابتدا ہے آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا۔

ہم پاکستان کی حمایت اس لئے کرتے ہیں۔ کہ وہ مسلمانوں کا جائز حق ہے۔ اور انہیں ملنا چاہیئے۔ اور اگر حق کی تائید میں ہمیں پھانسی پر بھی لٹکا دیا جائے۔ تو یہ ہمارے لئے موجب راحت ہوگا۔

دوسرا نقطہ نگاہ یہ ہے۔ کہ میں ہندوؤں سے دریافت کرتا ہوں۔ کہ چلو مان لیا مسلمانوں نے ہم پر ظلم کئے تھے۔ لیکن تم تو بتاؤ۔ بھلا تم نے ہمارے ساتھ کونسی خیر خواہی کی ہے۔ حالیہ فسادات میں بہار میں احمدیوں کو قتل کیا گیا۔ قادیان کے پاس ایک سکھ لیڈر نے تقریر کرتے ہوئے کہا تھا۔ کہ میں قادیان کی ساری اینٹیں اکھیڑ کر دریائے بیاس میں پھینکوا دوں گا۔ الغرض ہندوؤں نے ظلم کا کوئی بھی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیا۔ اور جہاں تک ان کا بس چلا۔ انہوں نے کمی نہ کی۔

تیسرا نقطہ نگاہ یہ ہے۔ کہ اگر انصاف کی تائید کرتے ہوئے ہمیں دکھ دیا جائے اور ہم پر ظلم کئے جائیں۔ تو ہمارا یقین ہے کہ ان ظالموں کے اوپر ایک اور بالا ہستی بھی ہے۔ جو ان کے ہاتھ کو روک سکتی اور ان کو سزا دے سکتی ہے۔ اس اخبار نے امان اللہ کے ظلم کے واقعہ کو تو یاد دلایا ہے۔ لیکن اس نے اس کے انجام کو یاد نہیں کیا۔ جو اس ظلم کے نتیجہ میں ہوا تھا۔ ہمارے غالب خدا نے اس کی حکومت کو نیست و نابود کر دیا۔ اس کے خاندان کی دھجیاں اڑا دیں۔ اور اسے ذلیل و خوار ہو کر ملک سے نکلنا پڑا۔ چنانچہ جب وہ سیلون سے جہاز پر سوار ہونے لگا۔ تو اس کے ایک درباری نے مجھے خط لکھا کہ امید ہے۔ کہ اب تو آپ ہمارے لئے بددعا نہ کریں گے۔ کیونکہ اب ہمیں کافی سزا مل چکی ہے۔ اس نے لکھا۔ کہ اکثر ہم میں یہ تذکرہ ہوتا رہتا ہے۔ کہ ہماری یہ حالت آپ کی بددعاؤں کے نتیجہ میں ہی ہوئی ہے۔

تو کیا وہ خدا اب موجود نہیں ہے۔ جو امان اللہ جیسے ظالموں کے ہاتھوں کو روک سکے؟ آج بھی اگر کوئی امان اللہ کی یاد کو تازہ کرنا چاہے۔ تو وہ دیکھ لے کس طرح غیور خدا اسے کیفر کردار تک پہنچاتا ہے۔ پس یہ تین نقطہ نگاہ ہیں۔ اور ہمیں ان تینوں کے لحاظ سے کوئی گھبراہٹ نہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ مسلمانوں پر ظلم ہو رہا ہے۔ اور ان کے حقوق غصب ہو رہے ہیں۔ اور جب ہمیں یہ پتہ لگ گیا۔ تو ہمارا فرض ہے کہ ہم ان کی مدد کریں۔ اور انصاف کا ساتھ دیتے ہوئے اگر ہماری جان بھی چلی جائے۔ تو پروا نہیں۔ دوسرے ہمیں کسی قوم سے بھی نیکی اور ہمدردی کی توقع نہیں۔ وقت آنے پر نہ ہندو ہمارے خیر خواہ ہوں گے۔ نہ مسلمان ہماری مدد کریں گے۔ ساری قومیں ہی ہمیں مظالم کا تختۂ مشق بنائیں گی۔ اور نبیوں کی جماعتوں سے ایسا ہوتا ہی آیا ہے۔ انہیں ہر طرف سے ہی دکھ پہنچا کرتا ہے۔ تیسرے ہمیں اللہ تعالیٰ پر کامل بھروسہ ہے۔ کہ وہ ظالم کے ہاتھ کو روک سکتا ہے۔ اور جو ہمارے مقابل پر آئیگا وہ پاش پاش ہوگا۔ پس جن احساسات کا اظہار اس اخبار نے کیا ہے وہ نہایت ہی ادنیٰ احساسات ہیں۔ ہمیں اس بات کی پرواہ نہیں۔ کہ ہمارا کیا بنے گا۔ اور کل کو ہم سے کیا سلوک ہوگا۔ بلکہ ہمارا کام ہے انصاف کا ساتھ دینا اور مظلوم کی حمایت کرنا۔ خواہ وہ مظلوم ہم سے دشمنی ہی کرے لیکن ہمارا خدا کہے گا کہ میرے بندے حق و انصاف کی خاطر اپنے دشمن کی بھی اعانت کرتے ہیں۔ تو کیا میں ان کا دوست ہو کر ان کا ساتھ نہ دوں۔

مسلمانوں کا مطالبۂ پاکستان اور اس کے مقابل پر تقسیم پنجاب کا سوال

از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے

اس وقت ہندوستان کے موجودہ سیاسی مسائل کے تعلق میں پنجاب کی تقسیم کا سوال خاص اہمیت اختیار کر گیا ہے۔ مسلمانوں کا یہ مطالبہ ہے۔ کہ چونکہ پنجاب جغرافیائی اور اقتصادی لحاظ سے ایک طبعی اور قدرتی صوبہ کا رنگ رکھتا ہے۔ اور ایک ناقابل تقسیم یونٹ (Unit) ہے۔ اس لئے اس کی تقسیم کا سوال پیدا نہیں ہو سکتا۔ اور کوئی وجہ نہیں۔ کہ اس کا کوئی حصہ مجوزہ پاکستان سے علیحدہ کیا جائے۔ اس کے مقابل پر ہندوؤں اور سکھوں کا مطالبہ یہ ہے۔ کہ جب ہندوستان تقسیم ہو رہا ہے۔ تو کیوں پنجاب کے ان حصوں کو تقسیم نہ کیا جائے، جن میں ہندو سکھ اکثریت پائی جاتی ہے۔ بظاہر ایک ناواقف شخص ہندوؤں اور سکھوں کے اس مطالبہ کو معقول سمجھ سکتا ہے۔ اور خیال کر سکتا ہے کہ جب پاکستان کی تقسیم کا سوال زیادہ تر اس بناء پر اٹھایا گیا ہے۔ کہ مسلم اکثریت والے صوبوں کو ہندو اکثریت والے صوبوں سے علیحدہ کر دیا جائے۔ تو پھر اسی قسم کے حالات اور اسی قسم کے دلائل کے ماتحت پنجاب کے اس حصہ کو بھی جن میں ہندو سکھ اکثریت ہے کیوں مسلم اکثریت والے حصہ سے علیحدہ نہ کیا جائے۔ مگر یہ مطالبہ خواہ بعض لوگوں کو بظاہر معقول نظر آئے حقیقتاً ایک سراسر غیر منصفانہ بلکہ ظالمانہ مطالبہ ہے۔ جس کی بنیاد ہندو قوم کی خود غرضانہ پالیسی اور فرقہ دارانہ ذہنیت پر قائم ہے۔ اور بد قسمتی سے آجکل سکھوں کی سادہ لوح قوم بھی اس پالیسی کا شکار ہو رہی ہے۔ ہمارے اس دعوے کے موٹے موٹے دلائل مختصر طور پر یہ ہیں:۔

اوّل۔ پاکستان کا بنیادی مطالبہ جیسا کہ آل انڈیا مسلم لیگ کے لاہور والے ریزولیوشن سے ظاہر ہے مسلم اکثریت والے صوبوں کی موجودہ حدود پر مبنی تھا اور اس تعلق میں مسلم لیگ کی قرار داد کے مطابق صرف ایسی خفیف تبدیلی کی گنجائش رکھی گئی تھی۔ جو کسی جغرافیائی اصول تقسیم کے لحاظ سے چند مربع میلوں کے آگے پیچھے کرنے کی صورت میں ضروری سمجھی جائے۔ مثلاً کسی دریا یا پہاڑ کی وجہ سے کسی حصہ میں چند میل آگے حد بڑھانی پڑے۔ یا کسی حصہ میں پیچھے ہٹانی پڑے۔ تا اگر بالفرض کسی جگہ جغرافیائی تقسیم کے لحاظ سے کوئی حد قابل اصلاح ہو۔ تو اس کی اصلاح کی جا سکے۔ لیکن ہندوؤں نے اس امکانی گنجائش کو ناواجب وسعت دے کر پنجاب کے ہی حصے بخرے شروع کر دیئے ہیں۔ حالانکہ تقسیم پنجاب کا سوال مطالبۂ پاکستان کے بنیادی اصول کے خلاف ہے۔ جو صوبہ ہائے پنجاب، سرحد و سندھ وغیرہ کی موجودہ حالت اور موجودہ وسعت کے پیش نظر کیا گیا تھا۔

دوم:۔ پنجاب کا صوبہ اپنے مخصوص جغرافیائی حالات اور اقتصادی نظام اور زبان وغیرہ کے لحاظ سے ایک بالکل طبعی یونٹ ہے۔ جو ایک مکمل واحد جسم کا حکم رکھتا ہے۔ اور ظاہر ہے۔ کہ ایک طبعی اور قدرتی یونٹ کو توڑنا نہ صرف کسی طرح جائز اور درست نہیں۔ بلکہ صوبہ کی ساری آبادی اور جملہ اقوام کے لئے یکساں نقصان دہ اور تباہ کن ہے۔ کون نہیں جانتا کہ جغرافیائی ربط و اتحاد کے علاوہ پنجاب میں مختلف نہروں کے ہیڈ اور نہروں کی تقسیم اور بجلی کے پاور سٹیشن اور بجلی کی تقسیم اور تجارت کے مرکزی شہر جو گویا سارے علاقہ کے لئے اقتصادی مرکز کا حکم رکھتے ہیں۔ اور ضروری خوردنی پیداوار کی تقسیمات وغیرہ وغیرہ پنجاب میں ایسی مخلوط صورت میں واقع ہیں کہ پنجاب کو دو حصوں میں بانٹنا خواہ وہ کسی اصول پر ہو۔ صوبہ کی اقتصادی زندگی کو تہ و بالا کر دینے کا موجب اور ساری قوموں کے لئے یکساں ضرر رساں ہے۔

سوم:۔ پنجاب میں مختلف قوموں یعنی مسلمانوں اور ہندوؤں اور سکھوں کی آبادی اس طرح ملی جلی صورت میں پائی جاتی ہے۔ کہ پنجاب کی تقسیم فرقہ دارانہ مسئلہ کے حل میں کسی طرح بھی سہولت پیدا نہیں کر سکتی۔ اور جیسا کہ میں اپنے ایک سابقہ مضمون میں ثابت کر چکا ہوں سکھوں کے لئے تو خصوصیت کے ساتھ پنجاب کی تقسیم اس مسئلہ کی پیچیدگیوں کو اور بھی زیادہ بڑھا دیتی ہے۔ کیونکہ وہ دو حصوں میں بٹ کر کسی طرف کے بھی نہیں رہتے۔ اور اپنی مجموعی طاقت کو بری طرح کھو بیٹھتے ہیں۔

چہارم:۔ یہ خیال کہ چونکہ ہندوستان تقسیم ہو رہا ہے۔ اس لئے پنجاب کو بھی تقسیم کیا جائے۔ ایک محض عامیانہ بلکہ کورانہ خیال ہے۔ جو کسی مسلّمہ سیاسی اصول یا حالات کے صحیح موازنہ اور مطالعہ پر مبنی نہیں ہے۔ ظاہر ہے کہ ہر سوال کو اس کے مخصوص حالات کے ماتحت جانچا اور طے کیا جاتا ہے۔ اور اس معاملہ میں اندھا قیاس کسی طرح بھی جائز نہیں سمجھا جا سکتا۔ اب اگر ہندوستان اور پنجاب کے حالات کا بالمقابل مطالعہ کیا جائے۔ تو اس بات میں ذرہ بھر بھی شبہ نہیں رہ سکتا۔ کہ دونوں کے حالات ایک دوسرے سے اس قدر مختلف اور متغائر ہیں۔ کہ وہ ایک قیاس کے نیچے نہیں آ سکتے۔ کیونکہ جہاں پنجاب کا صوبہ ہر جہت سے ایک مستقل قدرتی اور مکمل یونٹ ہے۔ جو حسب ضرورت بقیہ ہندوستان سے علیحدہ کیا جا سکتا ہے (گو ہندوستان کی تقسیم کا سوال بھی دراصل ہندو کا پیدا کیا ہوا ہے۔ جس نے شروع میں مسلمانوں کے قلیل ترین منصفانہ مطالبات کو رد کر کے انہیں آہستہ آہستہ علیحدہ گھر کے خیال کی طرف دھکیل دیا) وہاں خود پنجاب کے مختلف حصے اس طرح طبعی رنگ میں جغرافیائی حالات اور اقتصادی نظام اور زبان وغیرہ کے لحاظ سے ایک دوسرے کے ساتھ مخلوط اور پیوست ہیں۔ کہ کسی غیر متعصب شخص کے نزدیک پنجاب کی تقسیم کا سوال اٹھ ہی نہیں سکتا۔

پنجم۔ پنجاب کی تقسیم کا سوال اس لحاظ سے بھی بالکل غیر طبعی ہے۔ کہ اگر یہ کسی حقیقت پر مبنی ہوتا۔ تو آج کی فرقہ وارانہ کشمکش سے قبل بھی اسے ہندوؤں یا سکھوں وغیرہ کی طرف سے اٹھایا جاتا۔ خصوصاً جس زمانہ میں کہ سندھ کو بمبئی سے اور اڑیسہ کو بہار وغیرہ سے علیحدہ کرنے کا سوال پیدا ہوا تھا۔ اس وقت پنجاب کی تقسیم کا سوال بھی اٹھایا جاتا۔ مگر ایسا نہیں کیا گیا۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ پنجاب کی تقسیم کا سوال کسی طبعی اور فطری تقاضے پر مبنی نہیں ہے۔ بلکہ محض مسلمانوں کی مخالفت میں غیر طبعی اور مصنوعی طریق پر اٹھایا جا رہا ہے۔

ششم:۔ تقسیم پنجاب کا مطالبہ اس لحاظ سے بھی قابل رد بلکہ حقیقۃً قابل نفرت ہے۔ کہ وہ کسی جہت سے بھی صداقت اور دیانتداری کے جذبہ پر مبنی نہیں ہے۔ یہ ایک کھلی ہوئی حقیقت ہے۔ کہ جب تک ہندوؤں کے دل میں اکھنڈ ہندوستان کی امید قائم تھی۔ انہوں نے اکھنڈ ہندوستان کی تائید اور پاکستان کی مخالفت میں اپنا ایڑی چوٹی کا پورا زور لگایا۔ لیکن جونہی کہ اکھنڈ ہندوستان کی امید ٹوٹتی نظر آئی۔

انہوں نے جھٹ پنجاب اور بنگال کی تقسیم کا سوال کھڑا کر دیا۔ جس کا یہ صاف مطلب ہے۔ کہ در اصل وہ ہر صورت میں ہندو حکومت کے خواہاں ہیں۔ یعنی ان کا دلی منشاء یہ ہے۔ کہ اول تو مسلمان ہندو حکومت کے تابع رہیں۔ اور اگر ایسا ہونا ممکن نہ ہو۔ تو پھر ہندوؤں کو مسلمانوں کی حکومت سے علیحدہ کر کے اپنی قوم کی طاقت اور اقتدار کو بڑھایا جائے۔ یہی وجہ ہے کہ جب تک انہیں ایک واحد مرکزی حکومت کے دباؤ کی وجہ سے پنجاب اور بنگال کے مسلمانوں کو اپنی ایڑی کے نیچے رکھنے کی صورت نظر آ رہی تھی۔ انہوں نے بڑے زور شور سے اکھنڈ ہندوستان کا مطالبہ جاری رکھا۔ لیکن جونہی کہ اکھنڈ ہندوستان کا قلعہ جس کی چار دیواری کے اندر وہ مسلمانوں کو اپنے زیر قبضہ رکھ سکتے تھے۔ گرتا ہوا نظر آیا۔ تو انہوں نے ہندو حکومت کو دوسرے طریق پر وسیع اور مستحکم کرنے کے لئے فوراً پنجاب اور بنگال کی تقسیم کا سوال کھڑا کر دیا۔ تا اس ذریعہ سے ایک طرف تو ہندو آبادی کو زیادہ سے زیادہ مسلمان حکومت سے علیحدہ کر لیں۔ اور دوسری طرف جہاں تک ممکن ہو سکے۔ قوم کو اپنی حکومت کے ماتحت لے آئیں۔ اور آہستہ آہستہ ان کی علیحدہ ہستی کو مٹا دیں۔ اور تیسری طرف تا حد امکان پاکستان کو کمزور کر دیں۔ یہ واضح حقائق صاف بتا رہے ہیں۔ کہ در اصل ہندوؤں کے یہ دونوں مطالبے یعنی اولاً اکھنڈ ہندوستان کا مطالبہ اور بعدہٗ پنجاب اور بنگال کی تقسیم کا مطالبہ خالصتہً اور کلیتہً فرقہ وارانہ ذہنیت کا کرشمہ ہیں۔ اور نیشنلسٹ جذبہ کا ادعا دکھاوے اور نمائش کے سوا کچھ نہیں۔

ہفتم۔ تقسیم پنجاب کی تائید میں بعض اوقات یہ دلیل بھی پیش کی جاتی ہے۔ کہ اس طرح صوبہ میں قوم وار آبادی کی تقسیم بہتر ہو جائیگی۔ لیکن در اصل یہ بھی ایک خطرناک دھوکا ہے۔ اور جو جذبہ اس مطالبہ کی تہ میں کام کر رہا ہے۔ وہ صرف یہ ہے۔ کہ اس ذریعہ سے ہندو اور سکھ آبادی کو مسلمانوں کے علاقہ سے باہر نکال لیا جائے۔ اور ظاہر ہے کہ یہ جذبہ ملک کے مجموعی حالات کو دیکھتے ہوئے کسی طرح انصاف و دیانتداری کا جذبہ نہیں سمجھا جا سکتا۔

جب مسلمان اپنے کروڑوں بھائی ہندوؤں کو ہندو صوبوں میں چھوڑ رہے ہیں۔ (مثلاً یو۔ پی میں ۸۴ لاکھ۔ بہار میں ۴۷ لاکھ۔ مدراس میں ۳۹ لاکھ اور بمبئی میں ۱۹ لاکھ وغیرہ وغیرہ) تو ہندوؤں کو مسلم اکثریت والے علاقہ میں اپنے چند لاکھ ہم مذہبوں کو چھوڑتے ہوئے کیوں بے چینی اور بے اعتمادی لاحق ہوتی ہے۔ خصوصاً جبکہ انہیں بہت سے دوسرے صوبوں میں بہترین وطن اور کامل اقتدار حاصل ہو رہا ہے۔ اور اگر ان کا منشاء یہ ہے۔ کہ مسلمانوں سے مکمل جدائی کر لیں۔ اور ملک کے کسی حصہ میں بھی اشتراک نہ رہے۔ تو اس صورت میں ضروری ہوگا۔ کہ وہ ان مسلمان آبادیوں کی علیحدگی کا بھی انتظام کریں۔ جو ہندو صوبوں میں محصور پڑی ہیں۔ آخر کیا وجہ ہے کہ کمشنری انبالہ کے ہندوؤں کو تو مسلمان صوبہ سے علیحدہ کر کے بزعم خود محفوظ کر لیا جائے۔ مگر یو۔ پی اور بہار وغیرہ کے کثیر التعداد مسلمان ہندوؤں کے رحم پر پڑے رہیں۔ اگر یہ کہا جائے۔ کہ کمشنری انبالہ کے ہندو ایک مخصوص علاقہ میں آباد ہیں۔ جہاں ان کی اکثریت ہے۔ مگر اس کے مقابل پر یو۔ پی اور بہار کے مسلمانوں کو ان صوبوں کے کسی حصہ میں بھی اکثریت حاصل نہیں۔ تو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ اگر اس اصول پر کام کرنا ہے۔ کہ مختلف قوموں کی آبادیاں لازماً جدا ہو کر آزادی کا حق حاصل کریں۔ تو پھر کسی خاص علاقہ میں اکثریت ہونے یا نہ ہونے کا سوال باقی نہیں رہتا۔ بلکہ جہاں جہاں بھی کسی خاص قوم کی معقول تعداد پائی جائے۔ اس کی علیحدگی اور حفاظت کا انتظام ہونا چاہیئے۔ اگر یو۔ پی اور بہار کے مسلمان ایک جگہ آباد نہیں ہیں۔ تو ان صوبوں کی ہندو حکومتوں کا فرض ہے کہ وہ انہیں ایک جگہ آباد کرنے کا انتظام کریں۔ تا ایک مخصوص علاقہ میں انہیں اپنی حکومت حاصل ہو سکے۔ لیکن اگر ہندو قوم ایسا نہیں کر سکتی۔ یا نہیں کرنا چاہتی۔ تو پھر انہیں کیا حق ہے۔ کہ انبالہ ڈویژن اور کلکتہ وغیرہ کی علیحدگی کا مطالبہ کریں۔ یہ تو وہی بات ہوئی۔ کہ "میٹھا میٹھا ہڑپ اور کڑوا کڑوا تھو"۔ الغرض انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ یا تو صوبوں کی طبعی حدود قائم رکھی جائیں۔ اور ہر صوبہ میں اقلیت والی قوم اکثریت والی قوم کے ساتھ تعاون کرے اور یا اگر قوم وار تقسیم کی وجہ سے صوبوں کی حدود کو توڑنا ہے۔ تو پھر ہر صوبہ میں مختلف قوموں کی آبادیوں کو اکٹھا کر کے سارے صوبوں کے ساتھ ایک جیسا سلوک کیا جائے۔ یہ ایک بالکل موٹی سی بات ہے۔ کہ جس صوبے میں کسی قوم کی اکثریت ہے۔ اسے اس صوبہ میں حکومت کا حق ہونا چاہیئے۔ اب اس پر منطقی دائرے کھینچ کھینچ کر بعض اضلاع کو اسی بناء پر الگ کرنے کی کوشش کرنا کہ ان میں دوسری قوم کی اکثریت ہے۔ ایک بالکل فضول بات ہے۔ کیونکہ اصل بنیاد یونٹوں کی تقسیم پر ہے۔ نہ کہ قوموں کی تقسیم پر۔ اور اگر قوموں کو ہی تقسیم کرنا ہے۔ تو پھر کیوں یو۔ پی اور بہار کے مسلمانوں کو بھی علیحدہ علاقہ نہ دیا جائے۔ بہر حال یہ ہرگز عدل و انصاف کا طریق نہیں کہ انبالہ ڈویژن کے اکتیس لاکھ ہندوؤں کو تو بزعم خود پنجاب سے جدا کر کے محفوظ کر لیا جائے۔ مگر یو۔ پی اور بہار کے ایک کروڑ اکتیس لاکھ مسلمانوں کو ہندوؤں کے رحم پر رہنے دیا جائے۔

باقی رہا سکھوں کا سوال سو ان کا معاملہ بے شک اس لحاظ سے قابل توجہ ہے۔ کہ وہ صرف پنجاب ہی میں آباد ہیں۔ اور کسی دوسرے صوبہ کی حکومت ان کے جذبۂ وطنیت کی تسکین کا موجب نہیں ہو سکتی۔ سو گو یہ ایک مجبوری کی صورت ہے۔ جو کسی کے بس کی بات نہیں۔ مگر بہر حال ان کے متعلق مسلمان اعلان کر چکے ہیں۔ کہ اگر کسی علاقہ میں جو ایک معقول رقبہ اور صورت رکھتا ہو۔ سکھوں کو اکثریت حاصل ہو۔ تو اس علاقہ میں مسلمانوں کو ان کی حکومت پر اعتراض نہیں ہوگا۔ اور جب تک انہیں اکثریت حاصل نہیں مسلمان انہیں تمام جائز اور ضروری تحفظات دینے کے لئے تیار ہیں۔ یہ ایک کھلی ہوئی حقیقت ہے۔ کہ موجودہ صورت میں پنجاب کی تقسیم سکھوں کے لئے کسی طرح مفید نہیں ہو سکتی۔ بلکہ وہ اپنی موجودہ ۳۷ لاکھ آبادی کو دو حصوں میں بانٹ کر اپنی طاقت کو اور بھی کمزور کر لیں گے۔ پس موجودہ حالات میں ان کے لئے مسلمان کے ساتھ مل کر رہنا جن کے ساتھ ان کا مذہب اور تہذیب و تمدن بہت کچھ اشتراک رکھتا ہے۔ بہر حال مفید اور بہتر ہے۔

خلاصہ کلام یہ کہ پنجاب کی تقسیم کا سوال ہر لحاظ سے بالکل غیر منصفانہ اور قطعی طور پر نقصان دہ ہے۔ اور پنجاب کے مسلمان بڑی سختی کے ساتھ اس ظالمانہ مطالبہ کے خلاف آواز اٹھا رہے ہیں۔ اور اٹھاتے رہیں گے۔ اور خود ہماری جماعت یعنی جماعت احمدیہ بھی جو موجودہ سیاسی جد و جہد میں جمہور مسلمانوں کے ساتھ ہے۔ متعدد مرتبہ اس غیر معقول مطالبہ کے خلاف احتجاج کر چکی ہے۔ لیکن چونکہ ایک چوکس اور دوربین قوم کو ہر امکانی خطرہ کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔ اس لئے اگر خدانخواستہ ایسے اسباب کے نتیجہ میں جو فی الحال ہماری طاقت سے باہر ہیں۔ پنجاب کی تقسیم وقتی طور پر ناگزیر ہو جائے۔ (وقتی طور پر اس لئے کہ بہر حال اسلام نے جس کے لئے حقیقۃً وطن کی کوئی قید نہیں تمام اکناف عالم میں پھیلنا ہے۔ اور پنجاب اور ہندوستان پر ہی بس نہیں۔ بلکہ ساری دنیا کو ہی تبلیغ و تلقین کے ذریعہ اپنے اثر کے نیچے لانا ہے) تو اس کے لئے بھی پہلے سے ضروری تفاصیل سوچ رکھنی چاہیئے۔ اور میں انشاء اللہ اپنے اگلے مضمون میں اس کے متعلق کچھ عرض کرنے کی کوشش کروں گا۔ وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم۔

ہمارا رسول

اطفال احمدیہ کا امتحانی "ہمارا رسول" انشاء اللہ ۳۰ مئی مطابق ۳۰ ہجرت کو ہوگا۔ جن مجالس نے ابھی تک اس امتحان میں شامل ہونے والوں کے نام مرکز میں نہیں بھیجے وہ فوراً نام بھجوا دیں۔ تا کہ انہیں سوالات کے پرچے بھجوائے جا سکیں۔

(مہتمم اطفال مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

مجالس خدام الاحمدیہ مطلع رہیں

کہ امتحان کتاب "ہمارا خدا" قسط دوم صفحہ ۱ تا صفحہ ۱۸۳ یکم جون ۱۹۴۷ء کو ہوگا۔ امیدواران کے اسماء سے جلد مطلع کریں۔

(مہتمم تعلیم مجلس خدام الاحمدیہ)

حفاظت شعائر اللہ اور امانت تحریک جدید

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا حفاظت شعائر اللہ کے لئے سب سے پہلا مطالبہ یہ ہے۔ کہ ہر وہ احمدی جس کا روپیہ قادیان سے باہر کسی بنک میں یا کسی کے گھر میں یا اس کے اپنے پاس ہے۔ وہ بطور امانت مرکز میں بھیجکر لکھ دے کہ وہ ایک یا دو یا تین ماہ پہلے نوٹس دیکر اپنی امانت حاصل کرے گا۔ ایسی امانت پر زکوٰۃ بھی نہ ہوگی کیونکہ اس طرح کی امانت قرض ہو جاتی ہے۔ اور اس سے حفاظت مرکز کی فوری ضرورت کو پورا کیا جائے گا۔ اور پھر اسے آہستہ آہستہ پورا کر دیا جائیگا۔ پس ہر شخص جس کے پاس روپیہ ہے۔ وہ حفاظت مرکز کے لئے قادیان میں وکیل المال تحریک جدید یا محاسب صاحب صدر انجمن احمدیہ کے پتہ سے ارسال کرے۔ اور لکھدے۔ کہ یہ روپیہ تحریک جدید کی امانت حفاظت مرکز کی مد میں رکھا جائے اور لکھدیگا کہ میں باقاعدہ ایک یا دو یا تین ماہ کا نوٹس دیکر رقم واپس لونگا۔ پہلے اس قسم کی امانت صدر انجمن میں رکھی جاتی تھی۔ لیکن اب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے تحریک جدید میں بھی حفاظت مرکز کی امانت رکھنے کی منظوری اپنی قلم مبارک سے دی ہے۔ چنانچہ رقم فرمایا "میری ہدایت یہ ہے کہ ایسی امانتیں دونوں جگہ جمع ہو سکتی ہیں۔ یعنی تحریک جدید میں بھی۔ اور صدر انجمن میں بھی۔ اس لئے یہ شرط کہ کسی ڈیپارٹمنٹ میں جمع کرواتے ہیں ضروری نہیں۔ مفید ہے" احباب کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ حفاظت شعائر اللہ کے لئے امانت تحریک جدید میں روپیہ ارسال فرمائیں مرکز کی ضروریات کو اپنی ذاتی ضروریات پر مقدم کریں۔ اور بغیر کسی قسم کے خرچ کے ثواب حاصل کریں۔ (وکیل المال تحریک جدید)

ملک عطاء الرحمن صاحب مجاہد فرانس کی علالت

ہمارے مجاہد بھائی ملک عطاء الرحمن صاحب کا فرانس سے خط آیا ہے جس میں وہ لکھتے ہیں۔ اپریشن ہو چکا ہے۔ پٹی سات آٹھ روز میں کھولی جائے گی۔ جسکے بعد صحیح طور پر اپریشن کا کامیاب ہونا معلوم ہو سکیگا۔ لہٰذا سب احباب جماعت کی خدمت میں درخواست ہے۔ کہ وہ اپنی خاص دعاؤں میں اپنے مجاہد بھائی کو یاد رکھیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں جلد صحت عطا فرمائے۔ اور اس غرض کو خوش اسلوبی سے پورا کرنے کی توفیق عطا کرے۔ جس کے لئے ہمارے امام (اطال اللہ بقاءہ و اطلع شموس طالعہ) نے انہیں فرانس بھجوایا ہے۔ آمین

(مرزا ناصر احمد)

تقرر عہدیداران جماعت ہائے احمدیہ

(انتخاب عہدیداران کے سلسلے میں ضروری ہدایات الفضل مورخہ ۷ مئی سے ملاحظہ فرمائیں)

سونگڑہ

سیکرٹری مال۔ سید غلام احمد صاحب
" تبلیغ سید بشیر الدین صاحب
" تعلیم و تربیت سید ابو صالح صاحب
" امور عامہ و خارجہ:۔ سید ابو الحسن صاحب
" وصایا سید غلام محمد صاحب
" امین یوسف علی خان صاحب
آڈیٹر:۔ سید عبد المنعم صاحب بی اے
سیکرٹری ضیافت:۔ سید ضیاء الدین صاحب

جمشید پور

سیکرٹری تبلیغ محمد سلیمان صاحب
" تعلیم و تربیت سید حسام الدین احمد صاحب
" مال و محاسب:۔ سید حمید الدین احمد صاحب
امین:۔ عبد القیوم صاحب
آڈیٹر بھائی عزیز اللہ صاحب
سیکرٹری ضیافت، امور عامہ و وصایا } سید حسام الدین احمد صاحب

لاہور

جنرل سیکرٹری ملک خدا بخش صاحب
سیکرٹری امور عامہ چوہدری اسد اللہ خان صاحب
" تبلیغ محمود احمد صاحب
" مال میاں مجید احمد صاحب
" تعلیم و تربیت چوہدری غلام احمد صاحب ایم اے
" وصایا چوہدری عبد الرحیم صاحب
آڈیٹر:۔ ماسٹر ظفیر اللہ صاحب و مرزا محمد صادق صاحب

بنگلور

پریزیڈنٹ، سیکرٹری امور عامہ } جناب بی۔ ایم عبد الرحیم صاحب
" تبلیغ و تربیت محمد امام صاحب مولوی فاضل
" مال:۔ عنایت اللہ صاحب نسیم
" امین:۔ محمد صبغۃ اللہ صاحب

کراچی

جنرل سیکرٹری بابو اسد اللہ خان صاحب
سیکرٹری دعوۃ و تبلیغ حکیم محمد یعقوب بیگ قیس مینائی
" تعلیم و تربیت:۔ بابو محمد اقبال خان صاحب
" امور عامہ و خارجہ:۔ چوہدری احمد جان صاحب
" وصایا:۔ مرزا فتح محمد صاحب
" مال و محاسب:۔ میاں محمد الدین صاحب ...

سیکرٹری تالیف و تصنیف:۔ مولوی محمد نواز خان صاحب
" ضیافت:۔ ملک غلام ربانی صاحب
آڈیٹر:۔ سید رحمت علی شاہ صاحب
امین ڈاکٹر حاجی خان صاحب

تلونڈی جھنگلاں

پریذیڈنٹ:۔ چوہدری نور حسن صاحب
سیکرٹری مال:۔ محمد بوٹا صاحب (بستی شرقی)
" ":۔ غلام حیدر صاحب (بستی غربی)
ناظم حفاظت مرکز:۔ چوہدری برکت علی صاحب
سیکرٹری تعلیم و تربیت:۔ بشیر محمد صاحب
" امور عامہ " دین محمد صاحب
" تبلیغ:۔ مولوی بشیر محمد صاحب

سرائے نورنگ

سیکرٹری مال:۔ صاحبزادہ محمد طیب صاحب
" تعلیم و تربیت و وصایا " عبد السلام صاحب
" سیکرٹری امور عامہ عبد الغفار صاحب

لائلپور

سیکرٹری مال:۔ شیخ نذر محمد صاحب
" تبلیغ عبد القادر صاحب
" امور عامہ و خارجہ:۔ شیخ محمد محسن صاحب
" ضیافت:۔ " محمد یوسف صاحب
" وصایا:۔ عبد القادر صاحب
" تعلیم و تربیت:۔ مولوی عبید اللہ صاحب
آڈیٹر ملک برکت علی صاحب

گوجرانوالہ

سیکرٹری دعوۃ و تبلیغ:۔ خواجہ محمد شریف صاحب
" تعلیم و تربیت:۔ ڈاکٹر احمد الدین صاحب
" امور عامہ خارجہ:۔ شیخ صاحب دین صاحب
" وصایا:۔ بابو مولا بخش صاحب
" مال:۔ میاں محمد شریف صاحب
" ضیافت " "
آڈیٹر:۔ بابو عبد الکریم صاحب
امین محمد بخش صاحب ہیر
محاسب میاں عبد اللطیف صاحب
سیکرٹری تالیف و تصنیف خواجہ محمد شریف صاحب
جائنٹ:۔ محمد بخش صاحب ہیر

ممبئی

سیکرٹری تبلیغ شیخ عبد الحمید صاحب
" مال شیخ عبد النور صاحب

" سیکرٹری تعلیم و تربیت خواجہ محمد اسمٰعیل صاحب
جنرل سیکرٹری مرزا عبد الحمید خان صاحب
آڈیٹر:۔ کیپٹن عبد الحمید صاحب

ٹھیکریوالہ

پریزیڈنٹ:۔ چوہدری رحمت علی صاحب
سیکرٹری مال غلام نبی صاحب
" تبلیغ چوہدری عبد الرحمن صاحب
" تعلیم و تربیت، محمد شریف صاحب
" امور عامہ " صدر الدین صاحب

لکھنؤ

پریزیڈنٹ:۔ سیٹھ خیر الدین صاحب
سیکرٹری تبلیغ رستم علی خان صاحب
" تعلیم و تربیت، امین } عبد الشکور صاحب

سیکرٹری مال:۔ شیخ گلزار احمد صاحب
آڈیٹر:۔ اختر حسن صاحب

پاکپٹن

سیکرٹری مال و محاسب:۔ میاں محمد عارف صاحب
" دعوۃ و تبلیغ چوہدری مبارک احمد صاحب
" تعلیم و تربیت شیخ محمد عبد اللہ صاحب
آڈیٹر و سیکرٹری امور عامہ و خارجہ } چوہدری فضل الرحمن صاحب
سیکرٹری ضیافت:۔ میاں وارث علی صاحب
" وصایا:۔ میاں امام الدین صاحب
امین:۔ چوہدری غلام احمد صاحب

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں

شام شیراز
اے خوش آں روز کہ آئی و بصد ناز آئی
بے حجابانہ سوئے محفل ما باز آئی
ایک عرصہ تک ناپید رہنے کے بعد اب پھر "شام شیراز" وہ ہر دلعزیز عطر جس کے متعلق
نفی میں جواب دیتے دیتے ہمیں خود شرم محسوس ہونے لگی تھی۔ اب پھر اس بزم کو
رونق دیگا جو کہ دیر سے اپنی مشتاق نظروں سے ٹکٹکی لگائے اس کیلئے دست بدعا تھی
دی ایسٹرن پرفیومری کمپنی قادیان
کیا کبھی آپ نے غور فرمایا
سرمہ نور رجسٹرڈ
کیوں مشہور ہے
اس کے مقوی اجزاء حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کے تجویز کردہ اور حضور کے مبارک نام سے وابستہ ہے۔ اطباء۔ ڈاکٹر۔ رؤساء۔ امراء اور
بڑی بڑی بزرگ ہستیوں کو گرویدہ اور گاہکوں کو مجسم اشتہار بنا رہا ہے۔ تمام امراض چشم کا واحد اور یقینی بے ضرر اور بہترین علاج ہے۔
قیمت تولہ دو روپے۔ چھ ماشہ ایک روپیہ۔ ڈیڑھ ماشہ پانچ آنہ (ایک روپیہ سے کم وی پی نہیں کیا جاتا)
شفاخانہ رفیق حیات قادیان کی مجرب المجرب نیر بہدف اور سو فیصدی کامیاب ادویات جو سرمہ نور کی طرح آپ کو گرویدہ بنا دیں گی
بچوں کا شربت
بچوں کو تندرست اور توانا بنا کر ہر مرض سے محفوظ رکھتا ہے۔ اور دانت نکلنے کی تکلیف۔ بے چینی۔ لاغری۔ پیچش۔ کھانسی۔ سوکھا۔ بخار۔ قبض۔ نیند نہ آنا۔ کمی خون میں بھی مفید ہے۔ اس کا استعمال وزن کو بڑھاتا ہے۔ اور چہرے کو گلاب کے پھول کی مانند سرخ کر دیتا ہے۔ قیمت فی شیشی ایک روپیہ
حب فولادی
سیلان اور کھوئی ہوئی طاقت کو دوبارہ پیدا کر کے چہرے کو بارونق بناتی ہے فولادی طاقت پیدا ہونی شروع ہو جاتی ہے۔ عجیب چیز ہے۔ دل میں امنگ اور جوانی کی ترنگ پیدا کرتی ہے۔ ایک بار ضرور استعمال کیجئے۔
قیمت ساٹھ گولی تین روپے
تریاق معدہ رجسٹرڈ
پیٹ درد۔ نفخ۔ بدہضمی اور کمزوری معدہ کیلئے
کشتہ فولاد
ضعف جگر کو دور کرتا اور خون صالح پیدا کر کے چہرے کو بارونق بناتا اور وزن کو بڑھاتا۔ عورتوں مردوں کیلئے یکساں مفید ہے۔ خوراک چاول تا ایک رتی تولہ پانچ روپیہ فی ماشہ آٹھ آنہ
موتی منجن
تمام گندے اور بدبودار جراثیم کو ہلاک کر کے دانتوں کو مضبوط اور موتی کی طرح سفید بناتا ہے۔ قیمت فی شیشی بارہ آنے
طاقت کی گولی رجسٹرڈ
اسم بامسمیٰ ناطاقتی اور کمزوری کو دور کر کے شہ زور اور طاقتور بنا کر صاحب اولاد بنا دیتی ہے۔ خوراک ایک ماہ پانچ روپے
روغن عنبری
خدا کے فضل سے بیرونی مالش سے ہی بے حس عضو طاقتور ہو جاتے ہیں بالکل بے ضرر اور نئی ایجاد ہے
فی شیشی دو روپے
اکسیر گوش
پیپ۔ درد۔ بہرا پن پیپ آنا وغیرہ مرض کان کی ہر ایک بیماری کا بہترین اور لاجواب علاج ہے۔ شیشی نصف اونس ایک روپیہ
اکسیر گردہ
درد گردہ کا بے مثل اور بہترین علاج ہے یہ صدی کی نسخہ بارہا کا آزمودہ ہے
فی تولہ ایک روپیہ
قبض کشاء
پیٹ کا جھاڑو رات کو سوتے وقت ایک دو گولی کھانے سے بغیر کسی مروڑ کے اجابت کھل کر ہوگی۔ سینکڑہ دو روپے
درجن قیمت ۵
اکسیر النساء
ماہواری ایام کی کمی تکلیف سے آنا اور نفخ وغیرہ کا بہترین تریاق ہے۔ خوراک دو ہفتہ دو روپے
سیلان الرحم
مستورات کے سیلان الرحم اور ان کی کمزوری کے دفعیہ کا شرطی علاج ہے
تولہ دو روپے
حب اکسیر
اگر تازہ خون کا سرمایہ ختم ہو چکا ہو۔ بدن کا اعصابی نظام ڈھیلا ہو بوجہ سیلان کمزور ہو رہا ہو تو حب اکسیر نوجوانوں کی تمام شکایتوں کا بہترین علاج ہے۔ خوراک ایک ماہ تین روپے
فولادی
مستورات کی اندرونی کمزوریاں پیڑو درد۔ نفخ۔ کمی خون خرابی جگر۔ قبض۔ ماہواری ایام کی رکاوٹ۔ درد وغیرہ کیلئے عجیب الاثر ہے۔ اس کے استعمال کے ساتھ اکسیر النساء کا استعمال اکٹھا کیا جاوے۔ تو مستورات کی اندرونی تکالیف شرطیہ نابود ہونگی۔
قیمت تین روپے
اکسیر طحال
تلی کا درد۔ ورم۔ سوزش دور کر کے بدن کو کندن بنا دیتی ہے۔ اڑھائی روپے
منتظم کا لکھیں منیجر شفاخانہ رفیق حیات متصل منارۃ المسیح قادیان۔ پنجاب

اعلان نکاح

:- مرزا نذیر احمد صاحب ابن مرزا محمد دین صاحب کا نکاح حضرت مفتی محمد صادق صاحب نے مورخہ ۶ ؍ ۱ ؍ ۳۷ بروز بدھوار کو رحمت بی بی بنت مرزا محمد اسمٰعیل صاحب چمن۔ بلوچستان سے چار سو روپیہ حق مہر پر مسجد مبارک میں پڑھا احباب دعا فرماویں کہ خدا تعالیٰ یہ رشتہ جانبین کے لئے مبارک کرے۔

مرزا محمد ادریس

ضروری خبریں

وائسرائے کی لندن کو روانگی

نئی دہلی ۱۸ مئی۔ آج صبح ایک سرکاری اعلان میں بتایا گیا ہے۔ کہ لارڈ مونٹ بیٹن وائسرائے ہند آج صبح ساڑھے آٹھ بجے بذریعہ طیارہ عازم لندن ہو گئے ہیں۔ آپ کے ہمراہ لیڈی مونٹ بیٹن اور آپ کے سٹاف کے بعض ممبر بھی لندن جا رہے ہیں۔ امید کی جاتی ہے۔ کہ آپ ۱۹ اپریل کو صبح ساڑھے دس بجے لندن پہنچ جائیں گے۔ آپ کی جگہ بمبئی کے گورنر سر جان کالویل قائم مقام وائسرائے کے طور پر کام کریں گے۔ چنانچہ سر جان کالویل کل شام کو بمبئی سے دہلی پہنچ گئے تھے۔ کل لارڈ مونٹ بیٹن نے ہندوستان کے مختلف لیڈروں سے ملاقات کی معلوم ہوا ہے۔ کہ اس میں آپ نے لیڈروں کو قطعی طور پر بتا دیا ہے۔ ہندوستان کے مختلف اہم سیاسی مسائل کے متعلق ان کی کیا رائے ہے۔ کل آپ نے پہلے سردار پٹیل اور پنڈت جواہر لال نہرو سے ملاقات کی۔ اور اس کے بعد مسٹر محمد علی جناح اور مسٹر لیاقت علی خان سے تبادلہ خیالات کیا۔ لیگی لیڈروں نے کل وائسرائے کے پرسنل سیکرٹری سے بھی طویل ملاقات کی۔ کہتے ہیں۔ دونوں کے سیاسی نامہ نگار کا خیال ہے۔ وائسرائے کے لندن پہنچنے پر ایک اہم کانفرنس منعقد ہو گی جس میں برطانوی کابینہ کے وہ تمام ممبر حصہ لیں گے۔ جو ہندوستانی معاملات کے ماہر سمجھے جاتے ہیں۔ مسٹر ایٹلی اس کانفرنس کی صدارت کریں گے۔ امید کی جاتی ہے۔ کہ یہ کانفرنس ۹ دن تک جاری رہے گی۔ اس کے بعد وائسرائے واپس ہندوستان روانہ ہو جائیں گے۔ لندن کے سیاسی حلقوں میں یہ امید ظاہر کی جاتی ہے انتقال اقتدار کے سلسلے میں ہندوستانی لیڈروں کے درمیان مزید کوئی نہ کوئی سمجھوتہ ہو جائے گا۔ لندن کے سیاسی حلقے اس خبر کی تصدیق نہیں کرتے۔ کہ برطانیہ جون ۴۸ء سے کافی عرصہ قبل ہی ہندوستان چھوڑ دے گا۔

کیا کانگرس برطانیہ کا فیصلہ تسلیم نہیں کریگی

نئی دہلی ۱۷ مئی۔ آل انڈیا کانگرس کے جنرل سیکرٹری مسٹر شنکر راؤ دیو نے ایک بیان میں کہا ہندوستان پر اب کوئی فیصلہ ٹھونسا نہیں جا سکتا اگر برطانیہ نے کوئی فیصلہ جبراً ملک پر مسلط کرنے کی کوشش کی۔ تو اس کا مطلب یہ ہو گا۔ کہ برطانیہ جون ۱۹۴۸ء تک ہندوستان خالی نہیں کرے گا بلکہ جون ۴۸ء کے بعد بھی یہاں مقیم رہے گا تا کہ دیکھ سکے۔ کہ اس کے فیصلوں کی تعمیل ہو رہی ہے یا نہیں؟ آپ نے کہا۔ ہندوستان ایک رہے یا تقسیم ہو جائے۔ اس کا فیصلہ کرنا برطانیہ کا کام نہیں ہے۔ بلکہ یہ ہندوستان کا کام ہے۔ کہ وہ کوئی اس سلسلے میں کوئی فیصلہ کرے۔ گو کانگرس ملک کو تقسیم کرنا نہیں چاہتی لیکن اگر ملک کی کوئی اقلیت الگ ہونا چاہے۔ تو کانگرس جبراً اُسے اپنے ساتھ رکھنے کا ارادہ نہیں رکھتی۔

بنگال کے مستقبل کے متعلق مذاکرات

کلکتہ ۱۷ مئی۔ بنگال گورنمنٹ کے ریونیو منسٹر مسٹر فضل الرحمن دہلی سے واپس کلکتہ پہنچ گئے آپ نے ایک بیان میں بتایا۔ کہ میں دہلی اس غرض سے گیا تھا۔ تا کہ بنگال کے مستقبل کے متعلق یہاں کے لیگی اور کانگرسی زعماء کے درمیان جو گفت و شنید ہو رہی ہے۔ اس کی تفصیل سے مسٹر محمد علی جناح کو آگاہ کیا جا سکے۔ آپ نے کہا۔ مسٹر محمد علی جناح کے ساتھ جو گفتگو ہوئی۔ اور آپ نے جو اہم ہدایات دی ہیں۔ اُن کی روشنی میں بنگال کے مسلم لیگی اور کانگرسی لیڈروں کے درمیان پھر تبادلہ خیالات کا سلسلہ شروع کیا جائے گا۔ دہلی جانے سے قبل مسٹر فضل الرحمن نے بنگال اسمبلی کے حزب مخالف کے لیڈر مسٹر کرن شنکر رائے اور فارورڈ بلاک کے لیڈر مسٹر سرت چندر بوس سے ملاقاتیں کی تھیں۔

ڈچ گورنمنٹ اور انڈونیشیا

ولندیزی لیبر پارٹی نے مغربی انڈونیشیا کے حالات کو دیکھنے کے لئے مسٹر پالر کو انڈونیشیا میں بھیجا۔ حالات کے معائنہ کے بعد انہوں نے اپنے ایک بیان میں کہا ہے۔ کہ ولندیزی حکومت نے مشرقی انڈونیشیا میں جو پالیسی اختیار کی ہے۔ وہ دراصل ولندیزی قدامت پسندوں اور ان کے اخبارات کے دباؤ کا نتیجہ ہے۔ ملک کا ترقی پسند طبقہ اس پالیسی کے سخت مخالف ہے۔ آگے چلکر انہوں نے کہا ہے۔ کہ انڈونیشیا کے معاملات کا تصفیہ کرنے کے لئے صرف ایک ہی طریقہ ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ ترقی پسند جماعت لیبروں کی اس پالیسی کا ڈٹ کر مقابلہ کرے۔ انہوں نے صدر سوکارنو کا ایک پیغام اہل ہالینڈ تک پہنچانے کا وعدہ کیا ہے۔ جس میں کہا گیا ہے۔ کہ ولندیزی حکومت کو اس وقت ہتھیاروں اور مسلح افواج سے کام لینا بند کر دینا چاہیئے۔ کیونکہ اس سے ان کو ۳۵ لاکھ روپے روزانہ کے خسارہ کے سوا کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا۔ جمہوریت اور ولندیزی قوم کی خاطر انہیں ایسا ہی کرنا ہو گا۔ ان کو معلوم ہونا چاہیئے کہ ہم امن پسند اور آزادی سے محبت رکھنے والی قوم ہیں۔

اسلام کو کھیل نہیں بننے دیا جائیگا

جزیرہ سیلیبس کے نمائندے نے ریاست مشرقی انڈونیشیا کے ایک جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے کہا ہے کہ ریاست مشرقی انڈونیشیا عوام کی حق تلفی کر رہی ہے۔ اس کو عوام کی ریاست کہنا سراسر غلط ہے۔ ہمارا یقین یہ ہے کہ ایک مرتبہ آزاد ہونے کے بعد تا قیامت آزاد رہیں گے۔ آگے چل کر آپ نے کہا۔ کہ ڈچ حکومت کی پالیسی ہے۔ کہ وہ اپنے مفاد اور غرض کے لئے اسلام کا نام لے کر انڈونیشی عوام کی آنکھوں پر پٹی باندھنا چاہتی ہے۔ ہم اس کو حقارت کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں۔ اور اسلام کو ان کے لئے کھیل نہیں بننے دیں گے۔

نوجیں ہٹالو ڈاکٹر اے کے غنی کا مطالبہ

ڈاکٹر اے کے غنی وزیر اقتصادیات جمہوریہ انڈونیشیا نے اپنے ایک بیان میں کہا ہے۔ کہ انڈونیشی گورنمنٹ جنوری ۱۹۴۳ء سے قبل معاہدہ لنگر جاتی کے تمام شرائط کو پورا کرے گی۔ لیکن ہمیں اس بات پر شبہ ہے۔ کہ کب ولندیزی حکومت اپنی نیک نیتی کا ثبوت پیش کرے گی۔ کیونکہ ہمیں دکھائی دیتا ہے۔ کہ ولندیزیوں کے دلوں میں بلیک ہاتھی جیسی خطرناک صفت موجود ہے۔ ایک طرف تو ہم ولندیزی حکومت سے افواج کو ہٹانے کا مطالبہ کرتے ہیں اور دوسری طرف وہ اس بات پر مصر ہیں۔ کہ افواج کو نہ ہٹایا جائے۔ خارجی پالیسی کے معاملات کے متعلق جب کبھی ہم کارروائی شروع کرتے ہیں تو وہ اس کی راہ میں روڑا اٹکاتے ہیں۔ ان حالات کو دیکھتے ہوئے ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں۔ کہ ہمارے اور ان کے درمیان کوئی سمجھوتہ اس وقت تک نہیں ہو سکتا۔ جب تک ولندیزی حکومت انڈونیشیا سے اپنی افواج کو نہ ہٹا لے۔ اور اپنے طرز عمل کو نہ بدلے۔

فرقہ وارانہ فسادات!

لاہور ۱۷ مئی۔ کل دن بھر لاہور کے مختلف علاقوں میں فسادات کا سلسلہ جاری رہا۔ شہر کے اندرونی اور بیرونی حصوں میں بہت سے مقامات نذر آتش کر دیئے گئے ہیں۔ اکا دکا حملوں کا سلسلہ بھی جاری رہا۔ پولیس کو گولی چلا کر ہجوم کو منتشر کرنا پڑا۔ رات کو کرفیو کے نفاذ کے بعد کوئی واردات نہیں ہوئی۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے ایک بیان میں کہا۔ کہ اب نسبتاً حالت سدھر گئی ہے۔

امرتسر ۱۷ مئی۔ دن بھر شہر میں اکا دکا حملوں کا سلسلہ جاری رہا۔ اس کے علاوہ متعدد مکانات اور دوکانیں جلا دی گئیں

ترسیل زر اور انتظامی امور کے متعلق مینیجر کو مخاطب کیا کریں نہ کہ ایڈیٹر کو۔ ایڈیٹر

احمدی مجاہدین کیلئے درخواست دعا

(۱) مکرم مولوی غلام رسول صاحب مبلغ اسلام ثانی لندن میں بیمار ہیں۔ ان کا بایاں پھیپھڑہ مادہ دق سے ماؤف ہے۔ (۲) مکرم مولوی عبد الخالق صاحب (مغربی افریقہ) میں ایک عرصہ سے علیل ہیں۔ احباب ان دونوں مجاہدین کیلئے درد دل سے دعا فرماویں (۳) لیگوس مغربی افریقہ میں مخالفین نے ہمارے خلاف ایک مقدمہ دائر کر دیا ہے۔ اور سماعت کی تاریخ مئی کے آخری ایام میں مقرر ہوئی ہے۔ احباب کامیابی کے لئے دعا فرماویں